قرطاس ابیض کے اعتراضات کے جواب

مہدی آخرالزمان کا مقام

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵؍اپریل ۱۹۸۵ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل قرآنی آیات کی تلاوت کی:

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۞ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۞

(حٰم السجدة:۶-۷)

پھر فرمایا:

خطبات کا جو سلسلہ چل رہا ہے اس میں حکومت پاکستان کی طرف سے شائع کردہ مزعومہ قرطاس ابیض کا جواب دیا جا رہا ہے اور اس وقت آج کے خطبہ کے لئے بھی میں نے اسی تسلسل کو قائم رکھتے ہوئے چند اعتراضات کو چنا ہے اور انہی کا آج کے خطبہ میں جواب دوں گا۔ حکومت پاکستان کو احمدیت پر ایک اعتراض یہ ہے کہ:

”مرزا صاحب کا ایک عجیب وغریب دعویٰ یہ ہے کہ ان کا روحانی قد وقامت دیگر انبیاء سے کہیں بلند ہے۔ اس قسم کے دعوؤں کی مثالیں دینے

کے لئے ہم (یعنی حکومت پاکستان) مرزا صاحب کی تحریروں میں سے بعض اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔۔۔۔مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا''۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ:۱۵۲)

پھر ایک اور حوالہ تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۴، ۸۵ کا دیتے ہوئے حکومت پاکستان اس اقتباس کو بھی اعتراض کا نشانہ بناتی ہے۔

''دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے کہ میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد ﷺ ہوں یعنی **بروزی طور پر** جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت **جری اللہ فی حلل الانبیاء** فرمایا یعنی خدا کا رسول سب نبیوں کے پیرایوں میں۔سو ضرور ہے کہ ہر نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے''۔

اس اعتراض کے علاوہ ایک دوسرا اعتراض یہ اٹھایا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی وحی کو دیگر انبیاء کی وحی کے مشابہ قرار دیا ہے۔دراصل یہ دونوں اعتراضات ایک ہی نوع کے ہیں۔اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام زمرہ انبیاء میں شامل ہیں تو زمرہ انبیاء کے متعلق قرآن کریم سے ہمیں دو قسم کی آیات ملتی ہیں۔ایک جگہ فرمایا: كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (البقرۃ:۲۸۶) کہ ہم رسولوں کے درمیان کسی قسم کا فرق نہیں کرتے۔یہ دعویٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے ماننے والوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور دوسری جگہ فرمایا: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

(البقرۃ:۲۵۴) یہی وہ رسول ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت دی۔ پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام زمرہ انبیاء میں شامل ہیں تو ان دونوں آیات میں ان دونوں اعتراضات کا جواب موجود ہے۔ وحی کے لحاظ سے رسولوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا۔ ہر رسول پر پاک وحی خدا کی طرف سے اترتی ہے وہی وحی جو اس سے پہلے رسولوں کی طرف اتری تھی یا آئندہ رسولوں کی طرف اترنی تھی، خدا کے پاک کلام میں اس کی شان اور اس کی شوکت اور اس کی صحت اور اس کی سچائی کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہوتا۔ جہاں تک مراتب کا تعلق ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کام ہے جس کو چاہے بلند مرتبہ عطا فرمائے جس کو چاہے کم مرتبہ عطا فرمائے چنانچہ بعض انبیاء کو دوسرے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے اب دیکھنا صرف یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو دعویٰ تھا اس دعویٰ کے اعتبار سے آپ کو یہ دعویٰ بھی زیب دیتا ہے یا نہیں کہ آپ کو گزشتہ بعض انبیاء پر فضیلت ہے؟

جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کا تعلق ہے آپ نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ فرمایا اور مہدی اور مسیح کے متعلق امت کے گزشتہ بزرگوں نے، اولیاء اللہ نے اور مجددین وقت نے بڑے کھلے لفظوں میں اس بات کا اعلان فرمایا کہ اس کا مقام امتِ محمدیہ میں کسی عام انسان کا سا مقام نہیں ہوگا بلکہ بعضوں نے تو واضح طور پر یہ لکھا کہ وہ گزشتہ بعض انبیاء سے بھی افضل ہوگا۔ لیکن امام مہدی اور مسیح کا ذکر اگر چھوڑ بھی دیں تو تب بھی امت میں ایسے بزرگ پیدا ہوئے جو نہ امام مہدی ہونے کے دعویدار تھے نہ مسیح ہونے کے۔ لیکن انہوں نے ایسے ہی دعوے خود اپنی ذات کے متعلق کئے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ چنانچہ جہاں تک وحی کا تعلق ہے امت محمدیہ میں وحی کا ذکر بھی اسی طرح ملتا ہے جس طرح مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی میں ملتا ہے اور جہاں تک گزشتہ لوگوں پر فضیلت کا اور باقی بنی نوع انسان پر فضیلت کا تعلق ہے یہ دعاوی بھی امت محمدیہ میں ایک سے زائد جگہ پر نظر آتے ہیں وحی کے لحاظ سے میں دو مثالیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں:

حضرت محی الدین ابن عربی نہ صرف وحی کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ مجھے معراج ہوا اور اس میں مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی:

قل امنا باللہ وما انزل علینا وما انزل علی ابراھیم و اسمعیل

واسحق و یعقوب و الاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ والنبیون من ربھم لا نفرق بین احدمنھم ونحن له مسلمون. فاعطانی فی ھذہ الایة کل الایات و قرب علی الامر و جعلھا مفتاح کل علم فعلمت انی مجموع من ذکرلی.

(الفتوحات المکیة جلد ۳باب معرفة التوکل الخامس الذی ماکشفه احدمن المحققین،مطبوعه مصر جز ۳صفحه:۳۵۰)

تو کہہ دے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اوراس پر جو نازل کیا گیا ہم پر اور جو نازل کیا گیا ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اوران کی اولاد پراوراس پر جو دیا گیا موسیٰ، عیسیٰ اور تمام انبیاء کوان کے رب کی طرف سے۔ ہم نہیں فرق کرتے کسی کے درمیان ان میں سے اور ہم خدا کے لئے کامل فرماں بردار ہیں۔

پھر فرماتے ہیں:

''پس اس آیت میں، اس نے مجھے تمام نشان دیئے اور میرے لئے روحانی امر کو قریب کردیا اوراس نے اس آیت کو میرے لئے ہر علم کی کنجی بنایا پس میں نے جان لیا کہ میں ان تمام انبیاء کا مجموعہ ہوں جن کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے''۔

حضرت خواجہ میر درد دہلوی نے بھی اپنی کتاب ''علم الکتاب'' میں تحدیث نعمت کے عنوان کے ماتحت اپنے الہامات کا ذکر کیا ہے جو اپنے مرتبہ میں پہلے انبیاء کے الہامات کی شان رکھتے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کی آیت ہی کی شکل میں آپ کو بھی الہامات ہوئے چنانچہ ایک الہام یہ درج ہے:

ولا تتبع اھواء ھم واستقم کما امرت .

پھر فرماتے ہیں ایک اور الہام ہوا:

افحکم الجاھلیة یبغون فی زمان یحکم الله بایاته مایشاء

پھر الہام ہوا: **ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم** (علم الکتاب)

جہاں تک حضرت مسیح علیہ السلام پر فضیلت کا ذکر ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی حکمت بھی خود بیان فرمائی ہے اور وہ حکمت اس نوع کی ہے کہ آج بھی کوئی باشعور انسان جو اسلام پر ایمان رکھتا ہو اور حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی فضیلت پر ایمان رکھتا ہو اس حکمت پر ایمان کو گنوائے بغیر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ چنانچہ جو دلیل آپ نے قائم فرمائی وہ یہ ہے:

''اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ جب کہ مجھ کو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے۔ اس وجہ سے کہ ہمارا آقا اور مخدوم تمام دنیا کے لئے آیا تھا تو اس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی ہیں جو اس بوجھ کے اٹھانے کے لئے ضروری تھیں۔۔۔۔ اور ہم قرآن شریف کے وارث ہیں جس کی تعلیم جامع تمام کمالات ہے اور تمام دنیا کے لئے ہے مگر حضرت عیسیٰ ؑ صرف توریت کے وارث تھے جس کی تعلیم ناقص اور مختص القوم ہے۔ اسی وجہ سے انجیل میں ان کو وہ باتیں تاکید کے ساتھ بیان کرنی پڑیں جو توریت میں مخفی اور مستور تھیں لیکن قرآن شریف سے ہم کوئی امر زائد بیان نہیں کر سکتے کیونکہ اس کی تعلیم اتم اور اکمل ہے اور وہ توریت کی طرح کسی انجیل کا محتاج نہیں''۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۵۵)

جہاں تک دیگر دعاوی کا تعلق ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور یہ اقتباس مَیں الشیخ داؤد بن محمود القیصر ی کی شرح فصوص الحکم سے لے رہا ہوں اس کے مقدمہ میں حضرت علیؓ کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''انا نقطة باء بسم الله، انا جنب الله الذى فرطتم فيه وانا القلم، وانا اللوح المحفوظ، وانا العرش، وانا الكرسى، وانا السمٰوٰت السبع، والارضون''

(شرح فصوص الحکم لمحمد داؤد قیصری رومی صفحہ ۱۱۸)

کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ دعویٰ فرمایا کہ میں بسم اللہ کی باء کا نقطہ ہوں میں خدا کا وہ پہلو ہوں جس کے متعلق تم نے کوتاہی سے کام لیا، میں قلم ہوں، میں لوح محفوظ ہوں، میں عرش

ہوں، میں کرسی ہوں، میں ساتوں آسمان اور زمینیں ہوں۔

حضرت امام جعفر صادقؓ جو اہل التشیع کے چھٹے امام اور امت محمدیہ کے بہت بڑے بزرگ ہیں اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے استاد بھی ہیں ان کا یہ قول ہے کہ امام مہدی آکر یہ دعویٰ کرے گا:

یامحشر الخلائق الاومن ارادان ینظر الی آدم وشیث فھا انا آدم و شیث الاومن أراد ان ینظر الی ابراھیم و اسماعیل فھا انا ذاابراھیم و اسماعیل .ومن ارادان ینظر الی موسی ویوشع. فھا انا ذاموسی و یوشع. الاومن ارادان ینظر الی عیسی و شمعون فھا انا ذاعیسی و شمعون. الا ومن ارادان ینظر الی محمد و امیر المومنین صلوٰت الله علیه فھا اناذا محمد صلی الله علیه واله وسلم و امیر المومنین. الاومن ارادان ینظر الی الحسن والحسین فھا اناذاالحسن والحسین. ومن ارادان ینظر الی الائمة من ولد الحسین فھا اناذا الائمة.

(بحار الانوار الجامعه لدر، اخبار الائمة الأطھار، مصنفه الشیخ محمد باقر المجلسی جلد ۱۳ صفحه ۹ جزء ۵۳)

(ترجمہ) اے تمام لوگو! سن لو جو آدم اور شیث کو دیکھنا چاہے وہ آدم اور شیث میں ہوں اور جو ابراہیم اور اسماعیل کو دیکھنا چاہے تو یاد رکھے کہ وہ ابراہیم اور اسماعیل میں ہوں اور جو موسیٰ اور یوشع کو دیکھنا چاہے تو وہ موسیٰ اور یوشع میں ہوں اور جو عیسیٰ اور شمعون کو دیکھنا چاہے تو وہ عیسیٰ اور شمعون میں ہوں اور جو محمد ﷺ اور امیر المومنین کو دیکھنا چاہے تو وہ محمد ﷺ اور امیر المومنین میں ہوں اور جو حسن اور حسین کو دیکھنا چاہے تو حسن اور حسین میں ہوں اور جو نسل حسین میں ہونے والے ائمہ کا دیکھنا چاہے تو وہ ائمہ میں ہوں۔

پس حکومت پاکستان نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ اقتباسات پیش کر کے احمدیت کی گویا تائید کی ہے آپؑ کے خلاف کوئی نئی دلیل پیش نہیں کی کیونکہ اگر امام مہدی کے یہ مقامات نہیں تو گزشتہ بزرگوں کی پیشگوئیاں عبث ہیں لیکن جیسا کہ بزرگوں نے پیشگوئیوں میں فرما

رکھا تھا سچے امام کے لئے ضروری تھا کہ وہ یہ دعاوی کرے۔ اگر امامت کا دعویٰ تو کرتا اور یہ دعاوی نہ کرتا تو وہ جھوٹا ثابت ہوتا نہ کہ سچا۔ اس صورت میں یہ ائمہ بھی جھوٹے ثابت ہوتے جنہوں نے یہ پیشگوئیاں کیں۔ پس حضرت امام جعفر صادقؒ کے اس قول کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا اقرار کرنا پڑے گا اور اگر تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان دعاوی کے نتیجہ میں جھوٹا قرار دیتے ہو تو پھر حضرت امام جعفر صادقؒ کی سچائی اور بزرگی کا انکار بھی لازم آتا ہے۔

لیکن دعاوی کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا۔ امام خمینی صاحب جن کو اس وقت شیعہ نائب امامت کے مقام پر فائز سمجھتے ہیں وہ تو شیعہ ائمہ کے متعلق، امام مہدی کے متعلق نہیں بلکہ عام شیعہ ائمہ کے متعلق کہتے ہیں:

”بے شک ہمارے مذہب کی لازمی باتوں میں سے یہ ہے کہ ائمہ کے مقام تک نہ تو کوئی مقرب فرشتہ پہنچتا ہے اور نہ کوئی نبی ومرسل“۔

(ولایت فقیہ یا حکومت اسلامی صفحہ ۵۸ بحوالہ ”خمینی صاحب اپنی تحریرات کے آئینہ میں“ از ڈاکٹر عبداللہ محمد العریب)

حضرت شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نہ تو مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور نہ مہدی ہونے کا لیکن امت محمدیہ کے بزرگوں کو خدا نے جو بلند مقامات عطا فرمائے ہیں وہ اتنے عظیم الشان ہیں کہ آج کل کا عرفان سے عاری ظاہر پرست مولوی اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب جیلانیؒ کے متعلق الشیخ نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر اپنی تالیف **بهجة الاسرار** کے صفحہ ۲۱ پر لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب جیلانیؒ نے فرمایا:

الانس لهم مشايخ، والجن لهم مشايخ، والملئكة لهم مشايخ، وانا شيخ الكل.... لا تقيسو نى باحد ولا تقيسو اعلىّ أحدا .

(بهجة الاسرار و معدن الانوار لنورالدين الخمى۔حاشيه فتوح الغيب از عبد القادر جيلانى صفحه ۲۳)

کہ انسانوں کے مشائخ ہیں، جنوں کے بھی مشائخ ہیں اور ملائکہ کے بھی مشائخ ہیں اور میں شیخ الکل یعنی ان تمام کا شیخ ہوں مجھے کسی پر قیاس نہ کرو اور نہ مجھ پر کسی کو قیاس کرو۔

اسی طرح نواب صدیق حسن خان صاحب امام ابن سیرینؒ کا قول اپنی کتاب حجج الکرامہ صفحہ ۳۸۶ پر یوں درج کرتے ہیں:

”قال ابن ابی شیبة فی باب المهدی عن محمد بن سیر ین قال یکون فی هذه الامة خلیفة خیر من ابی بکروعمر .قیل خیر منهما؟ قال قد کاد یفضل علی بعض الانبیاء. وفی لفظ لا یفضل علیه ابو بکر وعمر. سیوطی کفته(ای قال السیوطی) هذا اسناد صحیح .“

ترجمہ: اس امت میں ایک ایسا خلیفہ ہوگا جو ابوبکر اور عمر سے بھی بہتر ہوگا ان سے پوچھا گیا کہ کیا وہ ان دونوں سے بہتر ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا ہاں بلکہ قریب ہے وہ بعض انبیاء سے بھی افضل ہو اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں اس خلیفہ سے ابوبکر اور عمر افضل نہیں ہوں گے امام سیوطیؒ نے اس قول کی سند کو صحیح قرار دیا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جن کا نام بڑے احترام کے ساتھ اسی کتابچہ (قادیانیت، عالم اسلام کے لئے سنگین خطرہ) میں درج ہے جو جماعت کے خلاف شائع کیا گیا ہے اور ان کو سند قرار دیا گیا ہے اور ایک ایسے عظیم الشان فلسفی کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو امت مسلمہ کے مصالح کو خوب سمجھتا ہو یہی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

حُقّ له ان ینعکس فیه انو ارُسید المرسلین صلی الله علیه وسلم یزعم العامة انه اذا نزل فی الارض کان واحداً من الامة. کلابل هو شرح لِلاسم الجامع المحمدی و نسخته متنسخة منه و شتان بینه و بین احد من الامة.

(الخیر الکثیر ـ الملقب بہ خزائن الحکمۃ صفحہ ۷۸)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ بھی یہ پیشگوئی فرماتے ہیں اور آنے والے امام مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کا ذکر یوں کرتے ہیں کہ:

”یعنی مسیح موعود اس بات کا حق دار ہے کہ اس میں سید المرسلین ﷺ کے انوار منعکس ہوں۔ عام لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ جب مسیح موعود نازل ہوگا

تو محض امتی فرد ہوگا ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ اسم جامع محمدی ﷺ کی شرح آپ کا سچا عکس (True Copy) ہوگا۔ پس کہاں وہ اور کہاں محض ایک امتی“

حضرت امام عبدالرزاق القاشانیؒ فرماتے ہیں:

”المھدی الذی یجئی فی آخر الزمان فانه یکون فی احکام الشریعة تابعا لمحمد صلی الله علیه وسلم، و فی المعارف والعلوم والحقیقة تکون جمیعُ الانبیاء والاولیاء تابعین له کلھم. ولا یناقض ما ذکرناہ لان باطنه باطن محمد (صلی الله علیه وسلم) علیه السلام“.

(شرح فصوص الحکم از شیخ عبدالرزاق کاشانی صفحہ:۵۷)

یعنی مہدی آخرالزمان شرعی احکام میں محمد ﷺ کا تابع ہوگا۔ لیکن معارف علوم اور حقیقت میں تمام انبیاء اور اولیاء اس کے تابع ہوں گے کیونکہ اس کا باطن محمد ﷺ کا باطن ہوگا۔

پھر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

”تارة اخری بان تشتبک بحقیقة رجل من آله او المتوسلین الیه کما وقع لنبینا صلی الله علیه وسلم بالنسبة الی ظھور المھدی“ (تفہیمات الٰہیہ جلد۲ صفحہ:۱۹۸)

یعنی بروز حقیقی کی ایک قسم یہ ہے کہ کبھی ایک شخص کی حقیقت میں اس کی آل یا اس کے متوسلین داخل ہو جاتے ہیں جیسا کہ ہمارے نبی ﷺ کے مہدی سے تعلق میں اس طرح کی بروزی حقیقت وقوع پذیر ہوگی۔

پس یہ اقوال امت محمدیہ کے ایسے مسلمہ صاحب کشف و الہام بزرگوں کے ہیں جو اپنے وقت کے اقطاب اور ان میں بعض اپنے وقت کے مجددین تھے۔ امت مسلمہ میں ان کو ایسے ایسے عظیم مراتب عطا ہوئے کہ آج کے یہ علماء ان کی جوتیاں سیدھی کرنے کے بھی اہل نہیں لہذا اب فیصلہ کے دو ہی طریق ہیں کہ یا تو اسی مہر سے ان بزرگوں پر بھی کفر کے فتوے لگاؤ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت پر فتوے لگا رہے ہو لیکن اگر تم سمجھتے ہو کہ ان بزرگان امت نے

مسیح ومہدی کی شان ومرتبہ کو اپنی روحانی بصیرت سے صحیح دیکھا تھا اور اسے درست بیان فرمایا تھا تو پھر اگر تم میں انصاف اور تقویٰ ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پر لگائے گئے بے بنیاد اعتراضات کو نہ صرف واپس لو بلکہ آپ کے دعاوی کو صدق دل سے قبول کرو۔ اگر چہ بظاہر ایسا اس لئے ممکن نہیں کہ تم تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان دعاوی کے نتیجہ میں آپ کے تمام ماننے والوں کو بھی گردن زدنی قرار دے رہے ہو۔

تم نے تو یہ فیصلہ بھی دیا کہ احمدیوں کے گھر لوٹے جائیں، ان کے اموال کو آگیں لگائی جائیں، ان کے اندوختے تباہ کر دیئے جائیں، ان کی بیوی بچوں کو ان کی آنکھوں کے سامنے قتل کیا جائے اور اگر بیوی بچے پہلے زندہ رہیں تو ان کے والدین کو ان کے سامنے قتل کیا جائے۔ تمہارے نزدیک اگر یہ سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی وجہ سے جائز ہے تو پھر گزشتہ ائمہ اور بزرگوں کے ماننے والوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کرو۔ مگر نہیں، تم میں جرأت نہیں تقویٰ نہیں محض زبانیں تیز ہیں اس سے زائد تمہیں کوئی اختیار نہیں۔

سیدھی بات ہے کہ امام مہدی کے متعلق بزرگان سلف کا جن کے میں نے نام لئے ہیں یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ اس کا یہ مقام ہوگا وہ یہ یہ باتیں کرے گا۔ پس امام مہدی کے دعویدار کے لئے ضروری تھا کہ وہ یہ دعاوی کرے۔ یہ اس کی سچائی کی پہچان ہے نہ کہ اس کے جھوٹ کی دلیل۔ اگر وہ دعویٰ کرتا اور کہتا کہ میں یہ نہیں ہوں تو تم اٹھتے اور اس کو مطعون کرتے کہ تم نے تو یہ دعویٰ نہیں کیا اس لئے تم لازماً جھوٹے ہو کیونکہ پہلے ائمہ تو تمہارے متعلق یہ یہ کچھ فرما گئے ہیں۔

ایک اور اعتراض بلکہ مجموعہ اعتراضات یہ پیش کیا گیا ہے کہ:

> ”جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں مرزا غلام احمد نے ابتداء میں نبوت کے دعویٰ کی حقیقی خواہش کا واضح طور پر اظہار نہیں کیا۔ انہوں نے آغاز ختم نبوت کے بارے میں ذہنی انتشار پیدا کرنے سے کیا اور پھر بتدریج لیکن تیزی سے اپنی منزل مقصود تک بڑھتے چلے گئے۔ بڑے تذبذب اور متصادم اظہارات کے بعد انہوں نے بالآخر نبی ہونے کا دعویٰ کیا“۔

پھر ایک اور اعتراض یہ کرتے ہیں کہ:

''اپنی جوانی کے زمانہ میں مرزا صاحب صرع اور اعصابی دوروں کی بیماریوں میں مبتلا رہے۔ کبھی کبھی وہ ہسٹیریا کے حملوں کی وجہ سے بے ہوش ہو جایا کرتے تھے۔ انہیں ذیابیطس کا مرض بھی تھا۔ یہ بات بڑی دلچسپ ہے کہ بعد میں انہوں نے اپنی دو بیماریاں یعنی مراق اور ذیابیطس کو اپنے حق میں دلیل بنا کر گھڑ لیا۔ انہوں نے لکھا:

''دیکھو میری بیماری کے متعلق بھی آنحضور ﷺ نے پیشگوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی''۔

(تشحیذ الاذہان جون ۱۹۰۶ء صفحہ ۵)

یہ دو قسم کے مختلف اعتراضات ہیں۔ وہ لوگ جو مذہبی تاریخ کا کچھ علم رکھتے ہیں اور خصوصاً مستشرقین یورپ کے لٹریچر سے واقف ہیں۔ ان کے ذہنوں میں ایک گھنٹی سی بجی ہوگی کہ ہم نے یہ باتیں تو پہلے بھی سن رکھی ہیں، ایسے ہی الفاظ، ایسے ہی بودے اور لچر حملے تو پہلے بھی ہوتے آئے ہیں۔ لیکن وہ حملے کیسے تھے اور کس نے کئے تھے اور اعتراض کی یہ ادائیں ان لوگوں نے کس سے سیکھیں اس کے متعلق گھر کے بھیدی سے بڑھ کر اور کون رہنمائی کرسکتا ہے۔ چنانچہ مَیں اخبار اہل حدیث ۲۴/مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۲ کالم ۲ کا ایک اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں جہاں چور پکڑا جاتا ہے۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے زمانے کی بات ہے۔ اخبار مذکور میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی طرف سے چیلنج دیا گیا تھا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''ہمارا حق ہے یا نہیں کہ ہم آپ (یعنی مرزا صاحب علیہ السلام) کے مشن پر وہ سوالات کریں جو آپ کے رسول کی رسالت کے منافی ہوں جس طرح عیسائی اور آریہ وغیرہ آنحضرت ﷺ کی رسالت پر اعتراض کرتے ہیں''۔

اب دیکھیں رنگ بھی سیکھے تو کس سے سیکھے، مخالفت کے ڈھنگ بھی اختیار کئے تو کس کے۔ یہ لوگ سیکھتے ہیں تو آریوں اور عیسائیوں سے، ان ناپاک حملوں کے طریق سیکھتے ہیں جو

حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ذات اقدس پر اور اسلام پر وہ کیا کرتے تھے۔ پس اس نشاندہی کے بعد اب ہمارے لئے ان حملوں کو سمجھنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔

ولیم میور ایک مشہور عیسائی مصنف ہے وہ اپنی کتاب ''لائف آف محمد'' صفحہ نمبر ۴۸ پر تدریجی دعویٰ کے متعلق آنحضرت ﷺ پر یہ اعتراض کرتا ہے کہ:۔

''ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شک اور ہچکچاہٹ کے اس دور میں سے گزرنے کے بعد یہ کہنے لگا کہ یہ خدا کا پیغام ہے۔ دریں اثناء اس نے یہ کہا کہ یہ سب خدا کے نام کی خاطر ہے۔ یہ مقام اس کی تمام زندگی پر چھا گیا اور اس کی حرکات میں مدغم ہو گیا۔ وہ ایک خادم بنا، رسول بنا اور پھر خدا کا نائب۔ اس کے مشن کے دائرے ہمیشہ بڑھتے رہے اور ان کی بنیاد انہی اصولوں پر قائم رہی''۔

اب نام بدل لیں ولیم میور کا اور اس کی جگہ اس قرطاس ابیض کے مصنف کا نام رکھ دیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

ولیم میور مزید لکھتا ہے:

''مکہ میں کسی حاکم اعلیٰ کی غیر موجودگی اور آپس میں بٹی ہوئی حکومت نے محمد کو اس وقت اس فیصلہ (یعنی نبوت) کا موقع دیا''۔

(لائف آف محمد صفحہ ۳۲)

پھر وہ یہ اعتراض بھی اٹھاتا ہے۔

''مدینہ آنے کے چند ماہ بعد محمد نے یہودیوں کو روزہ رکھتے ہوئے دیکھا اور جلدی سے اپنے لوگوں کے لئے اپنا لیا''۔

''اس سے پہلے یہ اسلامی حکم نہ تھا۔ یہ اس دوران میں نافذ ہوا جب محمد اپنے دین کو یہودیوں کے تہواروں کے ساتھ ساتھ رکھنا چاہتا تھا''۔

جہاں تک بیماریوں کا تعلق ہے وہی مراق اور ہسٹیریا اور مرگی کے ذلیل اور ناپاک اعتراض کس پر کئے گئے؟ ان پر جو ساری کائنات کے مقصود تھے جن کی خاطر زمین و آسمان کو پیدا کیا گیا تھا۔

سید ولدِ آدمؐ کو اعتراضات کا نشانہ بنایا گیا جو تمام نبیوں سے افضل تھے جن کی خاطر یہ کائنات معرض وجود میں آئی تھی اور یہ آپؐ ہی تھے جن کی حکمت اور جن کی ذہانت اور جن کی فطانت ایسی چمکی کہ خدا نے خود فرمایا یہ ایسا نور تھا کہ اگر آسمان سے شعلہ الہام نہ بھی نازل ہوتا تب بھی یہ نور جگمگا اٹھنے کے لئے تیار تھا۔ اس سراپا نور کے بارے میں ولیم میور کہتا ہے:

''پیغمبر از حد الجھا ہوا (نعوذ باللہ من ذالک) اور اعصابی مریض تھا۔ اندھیرے سے خوف زدہ (۔۔۔۔۔۔لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔۔۔)''

(لائف آف محمد صفحہ ۲۰۸)

میں تو اس حوالہ کو پڑھ بھی نہیں سکتا۔ بیماری کے متعلق اگر کسی نے دیکھنا ہو اور اس میں اس اعتراض کو سننے کی ہمت ہو تو پادری سی جی فنڈر (Fander) کی کتاب میزان الحق (مطبوعہ ۱۸۶۱ء صفحہ نمبر ۳۲۲، صفحہ نمبر ۳۲۷) کا مطالعہ کرے۔ اس بے غیرت نے اس چسکے کے ساتھ مزے لے لے کر اعتراضات کئے ہیں اور وہ بھی اس طرح کہ بعض احادیث پر بنا رکھ کر اور بار بار یہ جتا کر کہا ہے کہ دیکھو یہ میں نہیں کہتا یہ تمہارے بزرگ، تمہارے محدثین، تمہاری فقہ کے بڑے بڑے استاد اور تمہارے بڑے بڑے مورخ لکھ چکے ہیں۔ چنانچہ وہ ایسی فرضی حکایات کے حوالے پر حوالے دیتا چلا جاتا ہے۔ جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں اور یا اس حقیقت کو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں بعض غلط نتائج نکالتا ہے جن کو حدیث سے ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بہر حال یہ روایت جس میں **نعوذ باللہ من ذالک** مرگی کا ذکر ہی نہیں بلکہ نہایت ہی کمینے اور ذلیل الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے یہ تو میں پڑھ نہیں سکتا لیکن اگر ہمارے مخالفین میں جرأت ہے، ہمت ہے اور غالباً انہوں نے یہ باتیں ایسے ہی لوگوں سے سیکھی ہیں تو وہ خود یہ عبارتیں پڑھ سکتے ہیں۔

ایک اور بڑے لطف کی بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو بیماریوں کا ذکر کر کے بڑے فخر سے کہا گیا ہے کہ یہ نبوت کا دعویدار! جو کمزور اور بیماریوں میں مبتلا ہے۔ مگر ان انبیاء پر جن پر یہ ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں کہ وہ خدا کے سچے نبی تھے خود ان پر بیماریوں کے ایسے ایسے بہتان باندھتے ہیں جن میں کوئی بھی حقیقت نہیں۔ ان بہتانوں میں سے جو بعض اسرائیلی روایات کی بناء پر خود مسلمان علماء نے باندھے ہوئے ہیں میں چند ایک آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

حضرت ادریس علیہ السلام کے متعلق سنئے۔ نبی کا کیا خوب نقشہ ان کے ذہن میں اترا ہوا ہے۔ کہتے ہیں:

”و کانت احدی عینیه اعظم من الاخری“

(الاتقان فی علوم القرآن للامام السیوطی حاشیہ اعجاز القرآن للباقلانی ج ۲ صفحہ ۱۳۸)

کہ آپؑ کی ایک آنکھ بڑی تھی اور ایک چھوٹی تھی۔

پھر شعیب علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے:

”وعمی فی اخر عمره“

(ایضاً صفحہ ۱۳۸)

کہ آخری عمر میں آپؑ اندھے ہو گئے تھے۔

اور یہ تو خیر ابھی معمولی بات ہے۔اب سنئے حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق تفسیر جلالین کا حوالہ اور وہ نقشہ جو حضرت ایوبؑ کی بیماری کا وہ کھینچتے ہیں۔لیکن قبل اس کے کہ میں یہ حوالہ پیش کروں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں تو فرماتا ہے کہ انبیاء کے اندر ہم پھونکتے ہیں اور پھر ان کو ایک نئی روحانی زندگی عطا کرتے ہیں یعنی نبیوں کے اندر ہم اپنی روح پھونکتے ہیں اور پھر ان کو خلعتِ نبوت سے سرفراز کرتے ہیں لیکن مفسرین نے حضرت ایوب علیہ السلام کے بارہ میں جو تصور پیش کیا ہے وہ سنئے۔

فنفخ (ابلیس) فی منخریه اشتعل منها جسده، فخرج منها ثالیل مثل الیات الغنم، ووقعت فیه حکه، فحک باظفاره، حتی سقطت کلها. ثم حکها بالمسوح الخشنه حتی قطعها. ثم حکها بالفخار و الحجارة الخشنةفلم یزل کذلک حتی تقطع جسده وانتنی. فاخر جه اهل القریة. وجعلوه علی کناسة، وجعلوا اله عریشا. وهجره الناس کلهم الازوجته، رحمة بنت افرائیم.

(حاشیہ الجلالین للعلامۃ احمد الصاوی جز ۳ صفحہ ۷۲)

کہ شیطان نے آپ کے نتھنوں میں پھونک ماری جس سے آپ کا بدن بھڑک اٹھا اور اس

کی وجہ سے بڑے بڑے پھوڑے نکل آئے اور جسم میں سخت کھجلی شروع ہوگئی۔ پہلے آپ نے ناخنوں سے کھجلانا شروع کیا، حتی کہ وہ گر گئے پھر سخت ٹاٹ لے کر کھجلایا کرتے یہاں تک کہ وہ پھٹ گئے پھر ٹھیکریوں اور سخت پتھروں کو استعمال کرتے رہے مگر کھجلی میں کمی نہ آئی حتی کہ آپ کا تمام بدن کٹ گیا اور بدبودار ہوگیا جس کی وجہ سے گاؤں والوں نے آپ کو نکال باہر کیا اور ایک روڑی پر ڈال دیا اور ایک چھت بنادی اور سوائے آپ کی بیوی رحمت بنت افرائیم کے سب نے آپ سے قطع تعلق کر لیا۔

پس جن لوگوں کے خدا کے نبیوں کی نبوتوں کے بارہ میں یہ تصورات ہوں اور اللہ تعالیٰ کے پاک نبیوں پر ایسے گندے حملے کرنے سے باز نہ آئیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ناپاک حملے کردیں تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس ساری صورتحال میں جماعت احمدیہ کے لئے حمد اور اطمینان کا ایک پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد تک دنیا حضرت اقدس محمد ﷺ پر گندے حملے کیا کرتی تھی ایسے میں قادیان سے ایک پہلوان اٹھا وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشق میں دیوانہ تھا اس نے آنحضور ﷺ پر ہونے والے حملوں کا اس شدت سے دفاع کیا اور دشمنان اسلام پر ایسے سخت حملے کئے کہ دشمنوں کی توجہ آپؑ کی طرف سے ہٹ گئی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تیر جو ہمارے آقا و مولا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ پر چلا کرتے تھے وہ مسیح موعودؑ نے اپنے سینے پر لے لئے اور اس وقت سے آج تک تمام دشمنان اسلام نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق خاموشی اختیار کر رکھی ہے اور سب کی توجہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلام کی طرف ہوگئی ہے۔ یہ شان ہے جماعت احمدیہ کی قربانی کی اور یہ عظمت ہے مسیح موعود کے دعاوی کی سچائی کی۔ پس ان حملوں میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر رحمت اور درود کے گلدستے دیکھتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب صدیوں کی تاریکیاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر حملے کر رہی تھیں، وہ تیر جو ہمارے آقا و مولیٰ سید ولد آدم کی ذات اقدس کی طرف چلائے جاتے تھے، وہ گند جو آپؐ پر اچھالا جاتا تھا خدا کی قسم خدا کی تقدیر ان چیزوں کو پھولوں اور رحمتوں اور درود اور صلوٰۃ میں تبدیل فرما دیا کرتی تھی۔ جتنی گالیاں خدا کے نام پر آپؐ کو دی گئیں اس سے لاکھوں کروڑوں گنا زیادہ رحمتیں آسمان سے آپؐ پر نازل ہوتی رہیں پس مبارک ہو تمہیں جو اس مجاہد اعظم کی غلامی کا دم بھرتے ہو جس نے

حضرت محمد مصطفی ﷺ پر کئے جانے والے سارے حملوں کو اپنی چھاتی پر لے لیا اور اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں کی کہ اس کے نتیجہ میں آپ کی ذات پر کیا گزرتی ہے۔

رہی زرد چادروں کی بات تو اس سلسلہ میں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ تعبیر طلب ہے یعنی حضرت رسول اکرم ﷺ نے جو فرمایا ہے کہ آنے والا مسیح دو زرد چادروں میں لپٹا ہوا آسمان سے نازل ہوگا تو اس کے متعلق دوٹوک فیصلہ پہلے سے ہی ہو چکا ہے اور وہ یہ کہ دو ہی صورتیں ہیں یا تو اس کشف یا پیشگوئی کی تعبیر کی جائے اور یا پھر اسے ظاہر پر محمول کیا جائے۔ اگر ظاہر پر محمول کیا جائے تو پھر اس آنے والے نبی کی کیا شکل بنے گی۔ اس کے متعلق حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا فیصلہ میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں اور اگر ظاہر پر محمول نہ کیا جائے بلکہ اس میں ایک عارفانہ پیغام ڈھونڈنے کی کوشش کی جائے تو پھر امت محمدیہ کے بزرگ پہلے سے ہی لکھ چکے ہیں:

”والصفرة من الثياب كلها مرض و ضعف لصاحب الثوب الذى ينسب ذٰلك الثوب اليه“

(تعطیر الانام بعد الغنی النابلسی ج ۱ صفحہ ۱۰۳ الباب التاسع والعشرون فی الکساوی واختلاف ألوانها وأجناسها)

اگر خواب میں یا کشفی نظارے میں کسی کو زرد کپڑوں میں ملبوس دیکھو گے تو اس سے مراد بیماری ہوتی ہے۔

پس جہاں تک تو اس پیغام کے عرفان کا تعلق ہے اس کے سوا اس کا ترجمہ ہو نہیں سکتا کہ زرد کپڑوں سے مراد بیماری ہے لیکن جو لوگ ظاہر پرست ہوتے ہیں اگر انہوں نے ضرور اس کو ظاہر پر محمول کرنا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا آنے والے مسیح کو واقعۃً جوگیوں کی طرح زرد کپڑوں میں ملبوس دیکھنا ہے تو اس کے متعلق حضرت محمد مصطفی ﷺ کا اپنا فتویٰ سن لیجئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ یہ روایت کرتے ہیں:

”راى رسول الله صلى الله عليه وسلم علَيّ ثوبين معصفرين فقال ان هذه من ثياب الكفار فلا تلبسها“. (صحیح مسلم کتاب اللباس والزینہ)

یعنی ایک شخص کو آنحضرت ﷺ نے زرد کپڑوں میں ملبوس دیکھا تو آپؐ نے فرمایا ہرگز ایسا

نہیں کرنا یہ کفار کا لباس ہے۔

یہ تو ایسی ہی ہے کہ جیسی روح ویسے فرشتے۔ پس ہماری روحوں کو تو کفار کا مسیح قبول نہیں ہماری روحوں کو تو محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کا مسیح قبول ہے اور امت محمدیہ کے لئے ہمیشہ کے لئے حکم ہے کہ تم نے زرد کپڑے نہیں پہننے کیونکہ یہ کفار کا لباس ہے۔ پس اگر محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کا مسیح چاہتے ہو تو اس کے سوا تمہارے لئے اور کوئی چارہ نہیں کہ آمد مسیح کے تصور کو صاف اور پاک کرو اور جیسا کہ علم الرؤیا کے اصول سے ثابت ہے آنے والے مسیح کے متعلق یہ یقین کرو کہ اس پیشگوئی میں ایک تعبیر طلب پیغام تھا اور زرد کپڑوں سے مراد سوائے بیماری کے اور کچھ ہو نہیں سکتا لیکن اگر تم نے اصرار کرنا ہے اور ظاہری طور پر زرد کپڑوں میں دیکھنا ہے تو پھر تمہیں تمہارا مسیح مبارک ہو۔ ہمیں تو وہی مسیح منظور ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے احکامات کے تابع ہے جس نے سر مو بھی شریعت اسلامیہ سے انحراف نہیں کیا اور اس کی زندگی کا ایک ادنیٰ سا جز و بھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت سے کبھی باہر نہیں گیا۔

آج کے خطبہ کے لئے جلسہ کی مناسبت سے میں نے مختصراً بیان کرنے کے لئے دو اعتراض چن رکھے تھے۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ بعد میں جاری رہے گا اور جہاں تک اس جلسہ کی آخری تقریر کا تعلق ہے اس میں مَیں ختم نبوت کے بارہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں کیونکہ خاتم النبیین کے موضوع پر مبینہ قرطاس ابیض میں متعدد اعتراض اٹھائے گئے ہیں اور حیرت انگیز تلبیس سے کام لیا گیا ہے جس کا ایک خطبہ میں جواب دیا جا ہی نہیں سکتا۔ اس لئے اس جلسہ (منعقدہ ۵۔۶۔۷/اپریل ۱۹۸۵ء بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ انگلستان) کی آخری تقریر کے لئے میں نے خاتم النبیین کا موضوع چنا ہے مگر اس کا ہر پہلو نہیں لوں گا بلکہ صرف دو پہلو بیان کئے جائیں گے جن پر اس رسالہ (مزعومہ قرطاس ابیض) میں اعتراضات اٹھائے گئے ہیں۔ وہ بھی اتنے زیادہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے توفیق عطا فرمائے مَیں وقت کے اندر انہیں بیان کرسکوں ورنہ اس موضوع پر کہنے کے لئے مواد تو بہت زیادہ ہے۔